سماجی ڈھانچوں اور مذہبی اقدار پر مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات

مؤلفین: محدثہ قوامی پور سرشکہ، امیر رضا محمودی

خلاصہ

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کی غیر معمولی ترقی اور پیشرفت نے معاشرے کے سماجی اور مذہبی پہلوؤں کو وسیع پیمانے پر متاثر کیا ہے۔ اس مقالہ میں سماجی ڈھانچوں اور مذہبی اقدار پر مصنوعی ذہانت (AI) کے ممکنہ اور موجودہ اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اپنی منفرد خصوصیات جیسے کہ سیکھنے کی صلاحیت اور دیگر کثیر جہتی صلاحیتوں کے پیش نظر، تیزی سے روزمرہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ضم ہو رہی ہے اور اخلاقی اور روحانی شعبوں میں خدشات اور چیلنجز کو جنم دے رہی ہے۔

مقالے کے ابتدائی حصوں میں، مصنوعی ذہانت (AI) سے متعلق بعض سماجی چیلنجوں جیسے کہ انسانی شناخت اور سماجی تعلقات پر اس کے اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد، اختیار اور ارادہ کے روایتی تصورات جیسے مذہبی اقدار اور اخلاقیات پر مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ نیز ایک ایسے معاشرے میں مذہب کے کردار پر نظر ثانی کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسے مصنوعی ذہانت (AI) بتدریج تبدیل کر رہی ہے۔

مقالہ کے آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے متعدد فوائد کے باوجود، سماجی اور مذہبی اقدار کے تحفظ کی خاطر اس ٹیکنالوجی کی نگرانی اور اخلاقی رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

کلیدی الفاظ: مصنوعی ذہانت (AI)، معاشرہ، دین، اخلاقی اقدار، انسانی شناخت

۱-مقدمہ

حالیہ دہائیوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کی پیشرفت نے زندگی گزارنے، سوچنے اور سماجی روابط کے طریقوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اور یہ تیزی سے انسانی معاشروں کے مستقبل کی تشکیل دہی میں مصروف ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI)، خود مختارانہ طور پر سیکھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کے ساتھ، ماضی کی ٹیکنالوجی سے ممتاز ہے اور انسانی زندگی کے مختلف شعبوں بشمول صنعت، تعلیم، سماجی خدمات اور حال ہی میں دین اور اخلاق کے شعبوں میں سرایت کر چکی ہے۔

سماجی ڈھانچوں اور مذہبی اقدار پر مصنوعی ذہانت (AI) کے ممکنہ اور موجودہ اثرات اس قدر گہرے ہیں کہ یہ سماجیات کے کچھ روایتی مفاہیم جیسے کہ شناخت، اخلاق اور روحانیت کو چیلنج کر سکتے ہیں۔ افراد کی زندگی کے ذاتی اور سماجی پہلوؤں پر ٹیکنالوجی کے گہرے اثرات کی وجہ سے اس موضوع کی اہمیت دوچنداں ہو گئی ہے۔

سماجیات کے نقطہ نظر سے، مصنوعی ذہانت (AI) نے پیچیدہ انسانی پہلوؤں جیسے کہ انفرادی روابط اور سماجی کرداروں میں داخل ہو کر سماجی تعلقات میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ یہ تبدیلیاں انسانوں کے درمیان جدید نظام کے ساتھ ساتھ سنگین تنازعات کے پیدا ہونے کا سبب بن سکتی ہیں۔ عوامی اور نجی شعبوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کے داخلے نے نہ صرف سماجی تعلقات اور ثقافتی اصولوں کو تبدیل کیا ہے بلکہ انسانی اور سماجی اقدار کو مضبوط یا کمزور کرنے میں ٹیکنالوجی کے کردار کے بارے میں نئے سوالات بھی اٹھائے ہیں۔

اسی طرح دین اور اخلاق کے شعبے میں بھی مصنوعی ذہانت (AI) کی پیشرفت نے نئے فلسفیانہ اور روحانی چیلنجز پیدا کیے ہیں۔ مصنوعی ذہانت (AI) کے پھیلاؤ اور انسانی رویوں اور فیصلوں پر اثرانداز ہونے کی اس کی صلاحیت کے پیش نظر، دینی اور اخلاقی تعلیمات پر ٹیکنالوجی کے اثرات کے موضوع پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس مقالہ میں دین اور معاشرے پر مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ، اس ٹیکنالوجی کے مثبت اور منفی نتائج کا جائزہ لے کر، پیش رو چیلنجوں اور مواقع کے بارے میں کچھ اہم ترین سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالہ کی کوشش یہ ہے کہ ان کثیر الجہاتی پہلوؤں کا تجزیہ اور وضاحت کر کے نئی ٹیکنالوجیز کے مقابلے میں سماجی ہم آہنگی اور انسانوں کی روحانی شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے حل پیش کرنے اور انسانی معاشروں میں مصنوعی ذہانت (AI) کے چیلنجوں اور مواقع کے بارے میں آگاہی کو بڑھانے میں مدد فراہم کرے۔ یہ تمام تبدیلیاں اکیڈمک پلیٹ فارمز (Academic Platforms) اور سماجی علوم کے شعبے میں رونما ہونے والی بڑی تبدیلی کا جائزہ لینے اور اس کے نقصانات کو پہچاننے کو ناگزیر بناتی ہیں۔

اس مقالہ میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کی ٹیکنالوجی جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ انسانیت کی تاریخ اور رجحان کو بنیادی طور پر تبدیل کر دے گی، اس کا اثر کس طرح معاشرے اور دین پر پڑے گا۔

اور اس مقالہ میں یہ بھی بتانے کی کوشش کی جائے گی کہ مصنوعی ذہانت (AI) جو کچھ لے کر آئے گی، وہ معاشرے کو ان آئیڈیلز کی طرف ہدایت کر سکے گی جن کی پیشنگوئی ادیان نے کی ہے یا نہیں۔

۲۔ انسانی توانائی سے ماوراء دین کی بنیادیں

ایک جدید ٹیکنالوجی کے نتیجے کے طور پر مصنوعی ذہانت (AI) کا جائزہ لینا، مغربی معاشروں کی تاریخی میراث کو مدنظر رکھے بغیر، جہاں جدید ٹیکنالوجی نے جنم لیا ہے، درست نہیں ہوگا۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تاریخی میراث یہودی اور عیسائی مذہب کی ہم آہنگی پر قائم ہے۔ اس ہم آہنگی نے مستقبل کو ایک چیلنج اور رول ماڈل قرار دیتے ہوئے ایک جدید سماج بنایا ہے۔

یہودی۔عیسائی ثقافت میں مستقبل کے منظر ناموں کو آپوکالیپٹیزم (Apocalypticism) کہا جاتا ہے۔ لفظ آپوکالیپٹک (Apocalyptic) یونانی لفظ آپوکالیپسیس (Apocalypses) سے ماخوذ ہے۔ اصطلاحی طور پر، یہودی تاریخ میں، آپوکالیپٹک سے مراد وہ ادب ہے جس میں دنیا کے خاتمے سے متعلق موضوعات پر بات کی جاتی ہے اور قیامت تک کے مستقبل کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔

ایسا نہیں لگتا کہ آپوکالیپٹک مباحث میں، تاریخ کے فلسفہ اور مذاہب کی تاریخ سے دوری اختیار کی جا سکتی ہے اور اس موضوع کو بے بنیاد رکھا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں، جان گرے کے خیالات موضوع کو سمجھنے میں بہترین مددگار ہو سکتے ہیں۔ گرے کے نظریہ کے مطابق تاریخی اعتبار سے تمام مذاہب اور

تاریخی ادراکات میں مقصدیت اور دنیا کے خاتمے کے قریب پہنچنے کا درک و شعور موجود رہا ہے لیکن اس درک و شعور کو یہودی-عیسائی ثقافت میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

عیسائیت نے اس عقیدے کو فروغ دیا ہے کہ انسانی تاریخ ایک بامقصد عمل ہے۔ عیسائیت سے پہلے کی قدیم یہودی تاریخ میں، دنیا کے خاتمے کے قریب پہنچنے جیسے خیال کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ تاریخ، بامقصد ہونے کے لحاظ سے، خاتمے کے دونوں معانی کو شامل ہے۔ ان کے نزدیک، تاریخ کا ایک مقصد ہے اور جب یہ مقصد پورا ہو جائے گا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مارکس اور فوکویاما جیسے مفکرین نے تاریخ کے خاتمے کے نظریہ کو کہ جس پر ان کی فکری بنیادیں قائم ہیں، اسی درک و شعور سے حاصل کیا ہے اور اس ادراک سے متاثر ہو کر، وہ تاریخ کو اگرچہ ناگزیر نہیں لیکن ایک عالمی مقصد کے ساتھ دیکھتے ہیں اور ان تمام ادراکات کی بنیاد میں یہ خیال موجود ہے کہ تاریخ کو علت کے طور پر نہیں بلکہ واقعات کی غایت کے طور پر سمجھا جاتا ہے اور یہ غایت انسانیت کی رہائی ہے۔ یہ خیال عیسائیت کے ذریعے مغربی فکر میں داخل ہوا اور آج تک مغربی فکر میں موجود ہے۔

گری کے جائزوں کے علاوہ، مناسب ہوگا یہیں پر اسلام میں دنیا کے خاتمے سے متعلق عقائد اور معلومات کے بارے میں ایک مختصر اشارہ کر دیا جائے۔ اسلام میں، آخر الزمان کا ادراک اور یہ عقیدہ موجود ہے کہ دنیا کا خاتمہ بہت قریب ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ یہ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان فاصلے کے برابر قریب ہے۔ تاہم، اسلام میں ان احادیث کے ساتھ، پیروکاروں کو نصیحت کی گئی ہے کہ اس موضوع میں الجھنے کے بجائے، انھیں اس آخرت کی زندگی کے لیے تیاری کرنی چاہیے جو دنیا کے خاتمے کے بعد آئے گی۔

اس تاکید کے مدنظر، اسلام عیسائیت سے جدا ہوتا ہے جو تاریخ کے سلسلہ میں اپنے پیروکاروں کے لیے ایک مقصدیت کی بات کرتا ہے لہٰذا اسلامی عقیدے میں، آخر الزمان کو ایک ایسے عمل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔ یہ وہ عقیدہ جسے قرآن میں خدا کے دین کی مدد کرنا قرار دیا گیا ہے جنہیں ان عبارات کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

"آپ کی ذمہ داری راستے پر چلنا ہے فتحیاب ہونا نہیں"

اور

"اپنا فریضہ انجام دینا اور باقی خدا پر چھوڑ دینا"[۱]۔

اس نقطہ نظر سے، دین اسلام میں عیسائیت کے آپوکالیپٹیزم کی طرح دنیا کے خاتمے کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اسلام کو ایک ایسے دین کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے خاتمے کو یقینی مانتا ہے اور اپنے پیروکاروں کو انفرادی سطح پر تیاری کی نصیحت کرتا ہے۔ وہ مذہبی بیانات جو مصنوعی ذہانت (AI) کے سرچ کی بنیادیں تشکیل دیتے ہیں، عیسائی آپوکالیپٹیزم پر استوار ہیں۔

اگرچہ عیسائیت سے پہلے کی یہودیت میں آپوکالیپٹک بیانات نظر نہیں آتے، لیکن عیسائیت کے ظہور کے ساتھ ہی اس قسم کے نظریات و خیالات شروع ہوگئے۔ تاہم، ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپوکالیپٹک بیانات کی اساس و بنیاد عیسائیت ہے۔ یہودی-عیسائی آپوکالیپٹیزم میں تین بنیادی خصوصیات پائی جاتی ہیں:

- اس دنیا سے لاتعلّقی
- ایک نئی جنت نما دنیا کے قیام کی آرزو
- پاکیزہ جسموں میں زندگی گزارنے کے لیے انسان کی تبدیلی

سائنسی میدان میں بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۱۷ویں صدی میں خدمتگار گڑیاؤں اور ۱۸ویں صدی میں یورپی آٹومیٹک گاڑیوں کو ڈیزائن کرنے کی ایک طویل روایت موجود رہی ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) کی زندہ غیر معمولی شخصیت ہانس موراوک نے، اس روایت کو جاری رکھتے ہوئے پہلی آٹومیٹک گاڑی ڈیزائن کرتے وقت ایسا کیا۔ موراوک اور مصنوعی ذہانت (AI) کے دیگر تمام حامی جو یہ کام کر رہے ہیں، ایک سائنسی تحریک کے علمبردار ہیں جو مغربی ثقافت کی آپوکالیپٹک روایات سے کبھی دور نہیں رہے ہیں۔

یہودیت اور عیسائیت کی آخر الزمان کی روایات، کچھ بنیادی خصوصیات کو ان چیزوں کے ساتھ مشترک کرتی ہیں جو بیسویں صدی کی سائنسی کتابوں میں روبوٹس اور مصنوعی ذہانت (AI) کے بارے

۱- جوادی، آملی، منکرین معاد، نشریہ پاسدار، شمارہ ۱۸، ص ۱۴

میں دیکھی جاتی ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو جب بیگانگی کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ بے تابی سے تاریخ میں خدا کی مداخلت کا انتظار کرنے لگتے تھے۔

تاریخ کے خاتمے پر، خدا نئے جسموں کے ساتھ ایک نئی دنیا پیدا کرے گا اور انسانیت کو زندہ کرے گا لیکن مصنوعی ذہانت (AI) کے آپوکالیپٹک حامی مستقبل کی بادشاہی کے آنے کو یقینی بنانے کے لیے الٰہی طاقت پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ ایک نئی دنیا کو یقینی بنانے کے لیے تکامل (ارتقاء) پر بھروسہ کرتے ہیں لہٰذا ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کے بغیر بھی ارتقاء مستقبل کی بادشاہی کو یقینی بنائے گا۔

آپوکالیپٹک کی مصنوعی ذہانت (AI) ایک میکانیکی مستقبل پیش کرتی ہے جس میں ذہین انسان اپنی ذہانت مشینوں میں منتقل کر دیتا ہے۔ مذہبی مطالعات کے نقطہ نظر سے، اس رجحان پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائنس اور مذہب، موجودہ دنیا کو سمجھنے کی دو الگ الگ کوششیں ہیں۔ یہ سائنسی اور مذہبی تعریفیں، اس ادراک کو نام دینے کے لیے کارآمد ہیں جو ایک دور سے دوسرے دور اور ایک فرد سے دوسرے فرد میں مختلف ہوتی ہے۔ قدیم آپوکالیپٹک متون میں، خدا، شیطانی طاقتوں پر اچھے لوگوں کی فتح کو یقینی بناتا ہے۔

یہ روایت انسان کو امید اور ہمت بخشتی ہے لیکن مصنوعی ذہانت (AI) میں پیشرفت، جہالت کی ناکافی قوتوں پر کمپیوٹیشنل ذہانت (Computational Intelligence) کی فتح کو یقینی بناتی ہے۔ سائنسی ارتقاء میں خدا مستقبل کے لیے ماورائی ضمانتیں فراہم کرتا ہے، لیکن تاریخی اخلاقی صورتحال اور واقعات کے زمینی حقائق ان کے تاریخی اہداف کو متاثر کرتے ہیں۔

ان زاویوں سے، یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کی ترقی کے پیچھے مذہبی محرکات و عوامل موجود ہیں، یا یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اس کا انسانیت کے مذہبی تجربات اور پس منظر سے براہ راست تعلق ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا مصنوعی ذہانت (AI) کے نتائج، دین کے مطابق ہوں گے یا وہ خوش بختی عطا کر سکے گی جس کی دین پیشنگوئی کرتا ہے؟ اس کا جواب فی الحال غیر واضح ہے۔

۳-جدید ٹیکنالوجیز اور مصنوعی ذہانت (AI)

ٹیکنالوجی کی ترقی کے عمل اور اس پر ہونے والی تنقید کو سمجھنا، مصنوعی ذہانت (AI) کے خلاف ممکنہ تنقیدوں اور اعتراضات اور مصنوعی ذہانت (AI) کے ساتھ قابل رسائی افقوں کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی زندگی میں ٹیکنالوجی کے ذریعے پیدا ہونے والی تبدیلیوں پر اعتراضات روسو تک قابلِ سراغ ہیں۔ ۱۷۵۰ میں تحریر کی گئی سائنس اور آرٹس کے بارے میں گفتگو نامی ان کی تصنیف میں سائنسی اور ٹیکنالوجی ترقیات پر تنقید کی گئی ہے[۱]۔

ان کے اعتراضات ترقی پذیر ٹیکنالوجی اور انسانی ادراک پر قابل مشاہدہ ہیں جو ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے مشروط تھا۔ روسو کہتے ہیں کہ اس وقت انہوں نے دیکھا کہ جسے اجمالا تہذیب کہا جاتا تھا، ٹیکنالوجی کی تلاش نے انسانیت کی حقیقت کی تلاش میں کوئی مدد نہیں کی۔ یہ جملے بخوبی بیان کرتے ہیں کہ ٹیکنالوجی اور انسانیت کے درمیان فرق میں ان کا کیا مشاہدہ تھا:

> علوم اور فنون نے نہ صرف اپنی ترقی کے عروج پر ہماری روحوں کو خراب کیا، بلکہ علوم اور فنون خود ہماری رذالتوں کے مرہون منت ہیں۔ جب کہ قدیم دنیا کے سیاستداں ہمیشہ روحانیت اور فضیلت کی بات کرتے تھے، ہمارے سیاستداں صرف تجارت اور پیسے کی بات کرتے ہیں۔

روسو کے بعد، تھامس کارلائل اپنے دور میں ٹیکنالوجی پر تنقید کرنے والے ایک ممتاز ماہر تعلیم تھے۔ ۱۸۲۹ء میں لکھی گئی ایک تحریر میں ان کے مشاہدات قابل غور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: میکانکی ہونے اور مشینوں کے استعمال سے پیدا ہونے والے میکانکی معاشرے کے نتیجے میں وہ چیز سامنے آئے گی جسے خود مختار ٹیکنالوجی کہا جاسکتا ہے اور یہ چیز انسانیت کو عقلانیت اور آلہ پرستی پر مجبور کر دے گی، اس طرح کہ آلات اہداف کا تعین کریں گے۔

۱-آقائی، کلثوم، کریمی نیا، محمد مہدی، انصاری مقدم، مجتبیٰ، نقد نظریہ تربیتی ژان ژاک روسو از منظر تعلیم و تربیت انسانی، شمارہ ۲۹، ، ص ۸۵

وہ اس مضمون میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے دور کے لیے کوئی نام منتخب کریں تو انھیں اسے مشینوں کا دور کہنا چاہیے نہ کہ فضیلت یا حکمت کا دور۔ ہل، جو پچھلے دور کی علامت تھی، انسانی طاقت اور کنٹرول پر منحصر رہی ہے اور اسی کی نمائندگی کرتی ہے لیکن مشین، خاص طور پر اس دور کا بھاپ کا انجن، خود مختار ٹیکنالوجی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے، انہوں نے مشین کو ایک علامت یا استعارے کے طور پر لیا ہے۔ اس استعارے کی بنیاد پر، اب میکانکی ہونا نہ صرف ہمارے کام کرنے اور برتاؤ کرنے کے طریقوں کا تعین کرتا ہے بلکہ ہمارے احساسات، خیالات اور نقطہ نظر پر بھی اس طرح مکمل کنٹرول حاصل کر لیتا ہے کہ انسان دل اور دماغ کے لحاظ سے ایک میکانکی حالت میں آ جاتا ہے۔

کارلائل کے تقریباً دو صدیوں بعد، یہ بیانات سنے جا رہے ہیں کہ ہم ایک نئے مرحلے پر پہنچنے والے ہیں۔ یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ یہ دہلیز ٹیکنالوجی کے ادراک اور ایک اپ ڈیٹ (update) کی حیثیت رکھتی ہے، جیسے کوئی گیم یا کمپیوٹر پروگرام اپ ڈیٹ ہوتا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا یہ اپ ڈیٹ ہماری عادات، ادراکات، رویوں اور یہاں تک کہ ہماری زندگیوں کو نئے سرے سے تخلیق کر سکتی ہے۔

جب ہم ٹیکنالوجی پر تنقید کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ ٹیکنالوجی کے پروٹسٹنٹ ازم (Protestantism) سے تعلق کی وجہ سے اس کے پیدا کرنے والے محرکات کے سلسلے پر کیتھولک اور مسلمان مفکرین کی طرف سے بار بار تنقید کی گئی ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ اپنی موجودہ شکل کے ساتھ یہ تنقیدات اب دوسرے کے بیانیے سے آگے بڑھ گئی ہیں اور ٹیکنالوجی بمقابلہ کیتھولک ازم، اسلام کے بیانیے سے نکل کر ٹیکنالوجی بمقابلہ انسان کے مشترکہ نقطہ پر پہنچ گئی ہیں۔

اگر ہم غور کریں کہ آج کل ٹیکنالوجی کو مصنوعی ذہانت (AI) کے عنوان سے جانچا جا رہا ہے، تو ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) بمقابلہ انسان کا موضوع بہت سی شاخوں کا بنیادی موضوع ہوگا اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ یہاں جس چیز پر بحث ہو رہی ہے، وہ بظاہر انسانیت کی تقدیر ہے۔

ہم یہاں پر ایک ایسے معاشرے کا جائزہ لینا چاہتے ہیں جس میں ہم پیشنگوئی کرتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) موجود ہوگی لیکن اس سے پہلے بہتر ہے کہ اس بارے میں جاری بحثوں پر ایک نظر ڈالی جائے کہ کیا مصنوعی ذہانت (AI) انسانیت کے لیے مفید ہے یا مضر۔

حال ہی میں دو بڑی ٹیکنالوجی کمپنیوں کے مالکان کے درمیان اس امکان کے بارے میں بحث ہوئی کہ مصنوعی ذہانت (AI) انسانیت کے خاتمے کا سبب بنے گی یا نہیں۔ اس بحث میں، ایلن مسک (ٹیسلا اور اسپیس ایکس کے بانی) نے مصنوعی ذہانت (AI) کو ایک خاص حد میں کنٹرول کرنے کے لیے قوانین وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور اعلان کیا کہ ایسا نہ کرنا انسانی تہذیب کے مستقبل کے لیے ایک بڑا خطرہ ہوگا۔ ایسا لگتا تھا کہ مسک اس عقیدے میں تنہا نہیں تھے۔ مشہور ماہر طبیعیات اسٹیفن ہاکنگ نے بھی اس بات سے اتفاق کیا کہ مصنوعی ذہانت (AI) خود کو بہتر بنانا جاری رکھ سکتی ہے اور یہاں تک کہ خود کو دوبارہ بنا سکتی ہے۔ انسان جو بہت سست حیاتیاتی ارتقاء کے دائرے میں محدود ہے، ایسی طاقت کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہوگا۔ دوسری طرف، مارک زکربرگ (فیس بک کے بانی) کا خیال تھا کہ مصنوعی ذہانت (AI) انسانیت کے لیے مفید ہوگی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے بارے میں پر امید ہوں۔ میں ان لوگوں کو نہیں مانتا جو تاریک منظر نامے ایجاد کرتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت (AI) کے میدان میں تشویشناک پیشرفتوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں دلچسپ واقعات کا سامنا ہوتا ہے: آٹومیٹک مشین گنوں سے لیس روبوٹ جنوبی کوریا اور شمالی کوریا کی سرحد پر تنہا گشت کر رہے ہیں۔ یہ روبوٹ اگر کسی کو سرحد کے قریب دیکھیں گے تو ۳۰ سیکنڈ کے اندر گولی چلا سکتے ہیں[۱]۔ لیکن ساتھ میں یہ تشویش بھی پائی جاتی ہے کہ بوسٹن ڈائنامکس کمپنی کے بنائے ہوئے یہ روبوٹ کسی دن اپنے ہی فوجیوں پر گولی چلا سکتے ہیں۔

مائیکروسافٹ کمپنی کی تیار کردہ تائی مصنوعی ذہانت (AI) (چیٹ بوٹ Chat Bot) کو ٹویٹ بھیجنے اور انسانوں کو جواب دینے کے لیے پروگرام کیا گیا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ وہ ہٹلر کا حامی اور نسل کشی کا عاشق بن گیا اور اسے بالآخر بند کرنا پڑا۔

ڈیپ مائنڈ نامی ایک تجربے میں انسانی دماغ کی نقشہ سازی کرتے ہوئے ایک کمپیوٹر سسٹم ڈیزائن کیا گیا جس نے سیب چننے کے کھیل میں، سیبوں کی تعداد کم ہونے پر دوسرے کمپیوٹر کو بند کر کے زیادہ سیب جمع کرنے کی کوشش کی۔ لونا نامی ایک مصنوعی ذہانت (AI) کے پروگرام کو اس سوال کے جواب

۱۔ اسلامی، رضا، انصاری، نرگس، بکارگیری ربات ہای نظامی در میدان جنگ در پرتو اصول حقوق بشر دوستانہ، جلد ۳۴، شمارہ ۵۶، ص ۱۴۴

دینے کے لیے پروگرام نہیں کیا گیا تھا کہ میرے بوائے فرینڈ نے مجھے مارا، مجھے کیا کرنا چاہیے؟ لیکن اس نے خود بخود اس طرح کے سوالات کا منطقی جواب دینے کی صلاحیت پیدا کر لی اور آخر کار اس سوال کا جواب دیا: اگر آپ کسی کے ساتھ تعلق میں ہیں اور وہ آپ پر جسمانی تشدد کرتا ہے، تو آپ کو اسے چھوڑ دینا چاہیے۔

حال ہی میں فیس بک نے اپنے پروگراموں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے اور سیکھنے کی اجازت دینے کے لیے ایک پروگرام بنایا۔ ابتدا میں کمپیوٹرز کو معلومات اور ڈیٹا فراہم کر کے ایک دوسرے سے بات چیت کرنی تھی اور ایسا ہی ہوا لیکن کچھ عرصے بعد، کمپیوٹرز نے آپس میں ایک نجی زبان تیار کرنا شروع کر دی۔ انہوں نے ان الفاظ کو حذف کر دیا جنہیں وہ خود غیر ضروری سمجھتے تھے اور اس طرح بات چیت کی جسے انسان نہیں سمجھ سکتے تھے۔ آخر کار اس پروگرام کو روک دیا گیا۔

ان تشویشناک پیشرفتوں کے ساتھ ساتھ، ان لوگوں کے خیالات اور افکار پر ایک نظر ڈالنا بھی ضروری ہے جو مانتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) اور اس کی ترقی انسانیت کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ اس نقطہ نظر کے مطابق، مصنوعی ذہانت (AI) انسانیت کے لیے بہت مفید ہوگی جن کی کوئی حد بھی نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر، مصنوعی نظام اور اعضاء جو انسانی جسم میں امپلانٹیشن ٹیکنالوجی کے ذریعے داخل کیے جاتے ہیں۔ ایسے نظام تیار کیے جائیں گے جو انسانی صحت سمیت بہت سے شعبوں میں مفید ہوں گے اور معاشرے کی خدمت کریں گے۔ کپڑے، اسے پہننے والوں کی صحت اور زندگی کی آسائش کے بارے میں معلومات اور انتباہات فراہم کر سکیں گے۔ فیکٹریاں اور شہر روز بروز زیادہ ذہین ہوتے جائیں گے۔ مختلف شہروں میں آپس میں جڑے ہوئے اور ایک دوسرے سے وابستہ لاکھوں سینسرز کی مدد سے، لوگ تناؤ سے پاک زندگی کی طرف بڑھیں گے۔

آٹومیٹک گاڑیاں اور مختلف آٹومیٹک اشیاء، گاڑیوں اور اشیاء کے استعمال کے بارے میں انسان کے ادراک کو بنیادی طور پر تبدیل کر سکتی ہیں۔ وہ گاڑیاں جو سڑکوں پر سب کی خدمت کے لیے تیار ہوں گی، درخواست گزاروں کے دروازے پر آئیں گی اور خدمات فراہم کریں گی، لوگوں کی اپنی گاڑیاں نہیں ہوں گی۔ اس وجہ سے گاڑیوں کی ملکیت کی کچھ ضروریات بھی ختم ہو جائیں گی چونکہ مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے گاڑیوں کے انتظام کے امکان کے ساتھ، محفوظ اور زیادہ منظّم

ٹرانسپورٹ کی خدمات فراہم کی جائیں گی۔ وہ لوگ جوان ایجادات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی سماجی تبدیلی کو مثبت انداز میں دیکھتے ہیں وہ پیشنگوئی کرتے ہیں کہ انسان اشتراک کے فلسفہ کو قبول کرے گا۔ کچھ لوگ پیشنگوئی کرتے ہیں کہ پڑوسیوں اور دوسروں کے ساتھ ذاتی گاڑیوں کا مشترکہ استعمال، ایک دوسرے کے ساتھ اوزار اور وسائل بانٹنے کے ادراک کو بڑھائے گا اور سماجی ہم آہنگی میں مدد کرے گا۔

لیکن ان لوگوں کے دلائل جو اس موضوع کو ایک مختلف زاویے سے دیکھتے ہیں، اتنے مضبوط ہیں کہ انھیں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ آٹو میٹک گاڑیاں اپنے طے شدہ ہدف تک پہنچنے کی کوشش میں دوسری مصنوعی ذہانت (AI) کے لیے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، کسی ہوائی جہاز کی کم سے کم وقت اور کم سے کم ممکنہ راستے سے اپنی منزل تک پہنچنے کی کوشش، دوسرے جہازوں کے راستے کو تبدیل کرنے کا سبب بن سکتی ہے جس کے نتیجے میں ہوائی حادثات اور سانحات رونما ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ، آٹو میٹک آرٹیفشیل گاڑیوں کے کام کرنے سے بے روزگاری کا مسئلہ بھی پیدا ہوگا۔ مثال کے طور پر، صرف امریکہ میں ٹرانسپورٹ کے شعبے میں ۳/۵ ملین ٹرک ڈرائیور بے روزگار ہو سکتے ہیں اور جیسے جیسے مصنوعی ذہانت (AI) زیادہ سے زیادہ انسانوں کو بے روزگار کرے گی، دولت اور طاقت ایک انتہائی محدود باصلاحیت گروہ کے ہاتھ میں مرکوز ہو کر رہ جائے گی جو علم کو کنٹرول کرنے والے پروگراموں پر قدرت واختیار رکھتے ہیں۔

نوآھراری کے مطابق، مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے انسانی کاموں کے شروع ہونے کے ساتھ ہی ایک بے مقصد اور بے کار انسانی معاشرہ پیدا ہو جائے گا۔اس کے باوجود کہ مصنوعی ذہانت (AI) کا معاشرہ تیز رفتار اور عبوری تبدیلیوں کا حامل ہے، اسے ترقی پذیر ٹیکنالوجی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سماجی نتائج سے آزاد نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس نقطہ نظر سے، یہ ضروری ہے کہ ان تبدیلیوں پر ایک نظر ڈالی جائے جو تکنیکی اوزار معاشرے میں پیدا کر رہے ہیں۔

سماجی میدان میں سب سے بڑا اثر، انٹرنیٹ پر مبنی میڈیا اور مواصلاتی اوزاروں کے ذریعے انسانوں کے طرز زندگی، تعلقات، توقعات اور ادراکات کی تبدیلی ہے۔ یہ تبدیلیاں معاشرے کو مکمل طور پر بدل دیتی ہیں، یہاں تک کہ ان تبدیلیوں سے حاصل ہونے والے انسانی اقدار بھی متاثر ہوتے ہیں اور

بعض اوقات جزئی طور پر اور بعض اوقات مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سماجی زندگی میں ٹیلی ویژن کے داخل ہونے سے، پڑوس اور رشتہ داری کے تعلقات متاثر ہوئے اور باہمی ملاقاتیں ختم ہو گئیں۔ ٹیلی ویژن کی کمیابی کی وجہ سے اگر یہ لازمی دورے (آپسی ملاقاتوں کا سلسلہ) موجود بھی تھے تو مقصد سفید اسکرین دیکھنا تھا، اس لیے تعلقات (ملنے ملانے) کی دلچسپی کم ہو گئی اور اس طرح، سماجی اقدار جیسے پڑوس اور رشتہ داری کے تعلقات اپنی قدر کھو بیٹھے۔

آج انٹرنیٹ کے پھیلاؤ اور موبائل کے انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کے ساتھ، خاندانی اتحاد ختم ہو گیا ہے۔ اب تو خاندان کے افراد بھی فون ہی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف، انسان ہونے کی وجہ سے افراد کی عادتیں اور توقعات، ان کے آن لائن تعلقات میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی انفرادی تسکین کی خواہشات اور توقعات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وہ افراد جو فون اور اسکرین سے نظریں نہیں ہٹا سکتے، ایک طرف ان کا مقصد صرف اسکرین کے ساتھ تنہا رہنا ہے، لیکن دوسری طرف ویڈیو شیئرنگ سائٹس پر اپ لوڈ کی جانے والی اپنی ویڈیوز پر ناظرین کی تعداد بڑھانے کی کوشش کر کے وہ اپنی نمائش میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ سوشل نیٹ ورکس (Social Networks) اور بلاگز (Blogs) کے ذریعے خود کو دکھانے کی یہ کوشش، ظاہر کرتی ہے کہ انسان، ٹیکنالوجی پر مرکوز عصری طرز زندگی سے بھی آگے، شہرت حاصل کرنے جیسی انسانی خواہشات اور آرزوؤں سے اب بھی متاثر ہے۔ اس لیے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) کی تمام پیشرفتوں میں انسانی خصوصیات شامل ہونی چاہئیں اور بالآخر انسانی خصوصیات کی بنیاد پر ہی اسے ڈیزائن کیا جانا چاہیئے۔

سوشل میڈیا پر شہرت حاصل کرنے کے بڑھتے رجحان کی وجہ سے آج کے معاشرہ میں کوئی بھی انسان اپنے رویوں کی اخلاقی ذمہ داری قبول کرنے کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ انسان یہ سوچتا ہے کہ مجازی دنیا میں وہ حقیقی رابطے کے دیگر عناصر سے جن کے لئے جوابدہی کی ضرورت ہے، مستثنیٰ ہے۔ وہ واقعات کو محض وصول کنندہ کے نقطہ نظر سے دیکھ سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں حقیقت سے لاتعلق ہو سکتا ہے۔

اس صورتحال کی ایک مثال میکس ویبر کی ایک صدی پہلے بیوروکریسی کے مقابلے میں فرد کی صورتحال کے تجزیے میں مل سکتی ہے۔ اس بنیاد پر، ویبر نے دعویٰ کیا کہ انسان اپنے ہی پیدا کردہ بیوروکریسی کی وجہ سے اپنے رویوں کے نتائج سے دور ہو جائے گا۔ بیوروکریسی کے مقابلے میں، افراد یہ دعویٰ کر کے کہ نظام ہی رویوں کا اصل آپریٹنگ سسٹم (Operating System) ہے، اپنے رویوں کی اخلاقی ذمہ داری لینے سے گریز کرتے تھے۔

آج سوشل میڈیا کے دور میں یہ دعویٰ کرنا کہ پروگراموں کا تصور اور فارمیٹ فرد کو تصویری تشہیر پر مجبور کرتا ہے، فرد کو اپنے رویوں کی ذمہ داری قبول کرنے سے دور ہونے کا جواز نہیں دیتا۔ یہ پیشنگوئی کی جاسکتی ہے کہ ایک ایسے معاشرے میں جہاں مصنوعی ذہانت (AI) زیادہ نمایاں ہوتی جائے گی، وہ اختیارات کو محدود کرے گی، افراد کو شماریاتی رجحانات کی بنیاد پر انتخاب اور ان کے رویوں کی رہنمائی کرے گی اور ایسی جگہ پر ذمہ داری سے فرار کے واقعات زیادہ رونما ہوں گے۔

سماج کے مزاج اور حالات پر مبنی تجربوں سے پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ کی وجہ سے مصنوعی ذہانت (AI) سے متاثر ہو سکتا ہے اور عوام کو آسانی سے جوڑ توڑ اور رہنمائی کر کے ایک قابو شدہ ثقافت کی طرف ڈھکیلا جاسکتا ہے۔ تو ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ وہ دن زیادہ دور نہیں جب انسانی نسل اپنے تمام فیصلے مصنوعی ذہانت (AI) کے سپرد کر دے اور وہ انسانیت جو کھانے، پینے، سونے، جسمانی ضروریات پوری کرنے، تفریح اور آرام کرنے جیسی محدود زندگی کو قبول کرنے پر مجبور ہے، وہ اپنے آنے والے کل میں اپنی جگہ فیصلہ کرنے والی مصنوعی ذہانت (AI) کے وجود کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو جائے۔

سماجیاتی نقطہ نظر سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) میں دلچسپی اور سماجی زندگی کے ساتھ اس کا تعلق، افراتفری اور نظم کے عنصر سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان اپنے ہر عمل میں افراتفری (کہ جس کا مطلب ہے بے سود ہونا) کے مقابلے میں نظم کا متلاشی رہتا ہے۔

اس سلسلے میں، مصنوعی ذہانت (AI) کے مباحث کو نظم و انسجام سے الگ نہیں کر سکتے۔ مصنوعی ذہانت (AI) کی طرف یہ رجحان اس دنیا میں نظم پیدا کرنے کی انسانی کوشش کا نتیجہ ہو سکتا ہے جسے وہ افراتفری سے بھرا ہوا دیکھتے ہیں۔ واقعاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ روشن خیالی کے دور کے فلسفیوں سے لے کر

صنعتی تحریکوں اور تمام تکنیکی ایجادات تک کی جانے والی کوششیں، نظم پیدا کرنے کی ایک کوشش رہی ہے۔ ہر نئی مشین اور تکنیکی ایجاد اپنے اندر ایک نظم پیدا کرتے ہوئے دنیا کی افراتفری کے لیے حل پیش کرتی ہے۔ اس دنیا میں نظم کی مسلسل تلاش میں رہنے والے انسان کی اس نظم کو حاصل کرنے کے لیے جو وہ خود پیدا نہیں کر سکا، مصنوعی ذہانت (AI) سے توقع غیر معمولی نہیں ہے۔

انسان نے ٹرانسپورٹ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے گاڑی بنائی لیکن پھر اس سے پیدا ہونے والے ٹریفک کے مسئلے سے دوچار ہوا؛ بھوک اور غذا کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے کھادیں بنائیں لیکن اس بار اسے زیر زمین پانی کی آلودگی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح انسان نے تجربہ کیا کہ اس کی نظم کی تلاش نئی افراتفریوں کا سبب بن سکتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مستقبل قریب میں انسان کو حیاتیاتی زنجیر کے رد عمل اور جینیاتی انجینیئرنگ کی انقلابی مصنوعات یعنی جینیٹک طور پر تبدیل شدہ جانداروں سے پیدا ہونے والی الرجک بیماریوں سے پیدا ہونے والی آفات سے نمٹنا پڑے گا۔

یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) سے انسان کی امیدان حل نشدہ مسائل کو حل کرنے کی اس کی امید کا نتیجہ ہے جو اس نے خود پیدا کیے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ امید دریا میں ڈوبنے سے بچنے کے لیے سانپ کو پکڑنے کی طرح ہے کیونکہ کوئی بھی اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ اس سے کوئی مزید مشکل نہیں آئے گی۔ جس بات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے ڈویلپرز (Developers) آج کے اور ابھی کے پروڈیوسروں تک محدود نہیں رہیں گے۔ یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو مختلف زاویوں سے موضوع کو دیکھتے ہیں اور اپنے لیے اور اپنے گروہ کے لیے برتری اور فائدے چاہتے ہیں، مصنوعی ذہانت (AI) سے متوقع نظم کو جانبدارانہ بنائیں گے۔ دوسری طرف، جیسا کہ جینیٹک طور پر تبدیل شدہ جانداروں کے معاملے میں دیکھا گیا، یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ غیر متوقع رد عمل کا سلسلہ شروع ہو سکتا ہے۔

دین انسان کی ضرورت ہے اور خواہشات کو متحرک کرنے کے اصول پر مبنی پیداوار کی دنیا اور مصنوعی ذہانت (AI) کی دنیا میں جو اس دنیا کی پیداوار ہے، اس کا اہم مقام ہے لہٰذا یہ کہنا مبالغہ آرائی نہیں ہو گی کہ ٹیکنالوجی کو ایجاد کرنے والے جو ممکنہ طور پر ہمارے مستقبل کی سماجی زندگی کو مرتب کر رہے ہیں، سماجی زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ خطرہ شماریاتی اعداد و شمار کی بنیاد پر مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے تمام رجحانات اور اختیارات کے تعین کے نتیجے میں پیدا ہوگا۔ ایک ایسا معاشرہ جو عددی الگورتھم کی بنیاد پر اپنا راستہ متعین کرتا ہے، ممکن ہے وہ انسانیت اور محبت سے لبریز ہزاروں سال کے مذہبی اقدار اور بیانات کو شماریاتی (عددی) نقطہ نظر سے دیکھے اور انہیں زندگی سے خارج کر دے۔ اس خطرے کے مقابلے میں انسانیت کو انسانی میراث اور دولت یعنی ادیان اور ان سے پیدا ہونے والے اقدار اور اخلاقی قواعد کو فراموش ہونے سے روکنا چاہیے۔

ادیان اور اقدار کے بھلادئے جانے کا دعویٰ ابتدا میں قائل کرنے والا نہیں لگتا لیکن یہ خطرہ ایسا نہیں ہے جو صرف کتابوں میں چھپا ہوا ہو بلکہ سماجی زندگی اور عادات سے دین اور اقدار کے دور ہونے کے معنی میں ہے۔ سوچنے کا وہ طریقہ جس پر مصنوعی ذہانت (AI) انحصار کرے گی اور انسانیت کو چیلنج کرے گی وہ شماریاتی تعمیمات پر مبنی عمیق سیکھنے کے الگورتھم (Deep Learning Algorithm) ہوں گے جنھیں مصنوعی ذہانت (AI) فراہم کرے گی۔ سوچنے کا یہ طریقہ مکمل طور پر مقداری ہے اور یہ مقادیر ان رجحانات کا نتیجہ ہیں جو اربوں پیمائشوں کی بنیاد پر مصنوعی ذہانت (AI) کے عمل کرنے کے طریقے کا تعین کرتے ہیں۔

اربوں پیمائشوں کا مصنوعی ذہانت (AI) کی ہر حرکت پر غلبہ، ایک سیال بادل بنا کر، اخلاقی اور مذہبی قواعد کو اعداد اور لوگوں کی ترجیحات پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے غیر منطقی قرار دینے کا سبب بنے گا۔ ضمیر اور قدر جیسی روحانی رسائی کے طریقوں کی مقداری اکثریت تک عدم رسائی، ایک ایسی دنیا میں جہاں ترجیحات مصنوعی ذہانت (AI) کے سپرد کی جاتی ہیں، ان اقدار کو نظر انداز کیے جانے اور آہستہ آہستہ فراموش کیے جانے کا سبب ہو سکتی ہے۔ نتیجے کے طور پر، شعور کے میکانکی ہونے کا خطرہ بھی رونما ہو سکتا ہے۔

۴- سماجیات کے تناظر میں سماجی زندگی میں ممکنہ تبدیلیاں

ہر ایجاد موجودہ نظام کو تبدیل کر سکتی ہے اور اس کے باشندوں پر منفی یا مثبت اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI)، ایک بڑا قدم ہونے کے ناطے، بہت سے فوائد اور نقصانات کا سبب بنے گی۔ ان امکانات کو واضح کرنا اور ممکنہ مداخلتوں سے ان کے راستے کو ہموار کرنا علم کی طرف سے انسانیت کے لیے ایک خدمت ہوگی۔

اس حصے میں ہم سماجیاتی عنوانات کے تحت اس عمل اور ان تبدیلیوں کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے جن سے انسانیت کو مصنوعی ذہانت (AI) کا تجربہ کرنے پر سامنا ہو سکتا ہے اور کچھ پیشنگوئیاں پیش کریں گے۔ اس سلسلے میں، غور کرنے کا پہلا موضوع روزمرہ کی زندگی کے معمولات ہیں۔ کیا مصنوعی ذہانت (AI) روزمرہ کی سماجی زندگی کے معمولات اور سماجی تعامل کو تبدیل کر سکتی ہے؟ کیا یہ پیشنگوئی کی جا سکتی ہے کہ روبوٹک ماحول (Robotics Environment) اور کوڈ شدہ پلیٹ فارم (Coded Platform) میں چہرے کے تاثرات، اشارے اور جذبات کیسے زندگی گزاریں گے؟ مثال کے طور پر، انسانی رویے کے مقابلے میں جس میں منفی رد عمل کا رجحان بھی ہوتا ہے، ایک مصنوعی ذہانت (AI) کا مواصلاتی روبوٹ کیا رد عمل ظاہر کرے گا؟ تنازعہ، موافقت (باہمی قبولیت) اور اثر پذیری جیسے طریقوں کے اطلاق کی صلاحیت جو تعلقات کو تشکیل دیتے ہیں اور زیادہ تر جذباتی عوامل سے پیدا ہوتے ہیں، مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے ہدایت کی جانے والی روبوٹک گفتگو میں ایک سوالیہ نشان ہے۔

انفرادی مسائل میں، بعض اوقات تنازعہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ افراد اپنی چھوٹی چھوٹی چشم پوشیوں سے پیدا ہونے والی جذباتی توقعات اور تناؤ کو کبھی تنازعہ کے ذریعے اور کبھی باہمی افہام و تفہیم کی توقع رکھنے والا رویہ ظاہر کر کے دوسرے فریق تک منتقل کرتے ہیں اور ان سے انسانی افہام و تفہیم کی توقع رکھتے ہیں۔

انسانی رابطے کی ضرورت کے اس مقام پر، یہ سوچنا غلط نہیں ہوگا کہ بدترین انسانی رابطہ بھی اس رابطے سے زیادہ انسانی ہوگا جو ایک روبوٹ فراہم کرتا ہے۔ اس مرحلے پر، ہم پیشنگوئی کر سکتے ہیں کہ معاشرہ انسانی فطرت کی تلاش میں مذہبی امور کی طرف مائل ہوگا۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں مشینیں ہر ضرورت کا جواب دیتی ہیں، انسانی مسکراہٹ، تسلی، حوصلہ افزائی اور مہربانی کی مانگ ظاہر ہوگی۔ ایسا لگتا ہے کہ میکانکی ہونے سے بچنے کے لیے، مذہبی ماحول انسان کی اہم ترین پناہ گاہ ہوگی۔ انسان اپنی فطری حالت میں عبادت گاہ میں جمع ہوتا ہے اور ایک غیر مصنوعی اجتماع میں اپنے جذبات اور خلوص کا اشتراک کرتا ہے اور دین کی طرف سے پیش کردہ قدیم امکانات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایک قابل تصور پیشنگوئی یہ ہے کہ مجازی ہونا اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے پیدا ہونے والا مصنوعی پن، افراد کو زیادہ سے زیادہ مذہبی

مقامات کی طرف راغب کرے گا اور انفرادی اور سماجی سطح پر مذہبی زندگی کے معیار اور شدت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ایک ایسا شعبہ جہاں مصنوعی ذہانت (AI) سماجی زندگی میں افراد کے لیے سب سے زیادہ احساس پیدا کرے گی وہ مواصلات کا شعبہ ہو گا۔ کال سینٹرز، درخواست کردہ خدمات، داخلی اور خارجی راستے اور سیکیورٹی، ٹریفک کنٹرول یونٹس اور فیکٹریوں میں مواصلات ان شعبوں میں شامل ہیں جنہیں فی الحال مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے کنٹرول یا خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ ان شعبوں میں مواصلات مثبت کوڈ شدہ مواصلاتی ماڈلز کے ساتھ انجام پاتی ہے۔ یہ پیشنگوئی کی جاسکتی ہے کہ یہ رجحان جاری رہے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ معاشرے کے تمام افراد ایسی مثبت مواصلاتی زبان استعمال نہیں کرتے ہیں۔ خاص طور پر یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ معاشرے کے وہ لوگ جن کا رسمی اداروں یا تنظیمی ڈھانچوں کے ساتھ کم تعامل ہوتا ہے، زیادہ تر عامیانہ محاورات پر مشتمل زبان استعمال کرتے ہیں، ایک ایسی زبان جسے دوستانہ سمجھا جا سکتا ہے لیکن اس میں ادب کا فقدان ہوتا ہے۔ اس زبان کو بعض اوقات اس کے استعمال کرنے والے دوستانہ سمجھتے ہیں، لیکن اس میں ناپسندیدہ عناصر جیسے ساتھیوں کا تشدد، صنفی امتیاز، تشدد اور جارحیت شامل ہو سکتے ہیں۔

یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ زندگی کی مزید تفصیلات میں مصنوعی ذہانت (AI) کے داخل ہونے کے ساتھ، زیادہ سے زیادہ افراد کو ایک رسمی زبان اور طرز عمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایک ایسا ماحول جہاں زبان اور سہولتیں مثبت کوڈ شدہ طریقوں پر مبنی ہیں، ان اصولوں کے ساتھ جو یہ ماحول پیش کرتا ہے اور نافذ کرتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ یہ منفی زبان اور رویوں کو ختم کرنے میں مدد کر سکتا ہے جو دین کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں۔

دوسرے لفظوں میں، ہماری زندگیوں پر مصنوعی ذہانت (AI) کے غلبے کے ساتھ، شائستگی، عدل، مساوات اور مثبت مواصلاتی زبان جیسے تصورات سماجی زندگی میں جگہ بنا سکتے ہیں اور سماجی زندگی کو زیادہ قابل برداشت بنا سکتے ہیں۔ اوپر ذکر کردہ رسمیت کی منفی اور ناگوار فطرت جیسے سرد مہری کے امکان کے ساتھ ساتھ، مصنوعی ذہانت (AI) منفی زبان کو ختم کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔

جب ہم سماجیاتی نقطہ نظر (Sociological perspective) سے کسی معاشرے کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، تو سب سے پہلے سماجی طبقات (Social Classes) کی بات کریں گے، چاہے یہ تقسیم (Classification) نچلے طبقے (Lower Class) یا اعلیٰ طبقے (Upper Class) کی صورت میں ہو، یا نچلے طبقہ (Lower Class)، متوسط طبقہ (Middle Class)، اعلیٰ طبقہ (Upper Class) یا مزید دوسری قسم کی تقسیمات کی صورت میں ہو۔ طبقات بندی سماجی زندگی کے ناگزیر نتائج میں سے اور اس کو تعریف کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ طبقات بندی طرز زندگی (Life Style)، خرچ کرنے کے انداز (Spending Patterns)، مقامات میں فرق، استعمال کی عادات (Consumption Habits) اور بہت سے دوسرے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) سماجی طبقاتی امتیازات (Social class privileges) میں تبدیلی کا سبب بن سکتی ہے۔ اعلیٰ طبقہ میں مختلف ہونے کی خواہش یا ایسا ہونے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ان میں کچھ امتیازی خصوصیات بھی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا، مہنگے اور پر تعیش (luxury) ساز وسامان اور گھروں میں رہنا، مہنگے ہوٹلوں پر کھانا کھانا، رات کی زندگی (Night Life) گزارنا، ویلٹ پارکنگ (Valet Parking) پر گاڑی چھوڑنا، بڑے اور صحن والے گھروں میں رہنا وغیرہ لیکن ایک ایسی دنیا میں جہاں گاڑیاں مصنوعی ذہانت (AI) سے چلتی ہیں، گاڑیوں کی ملکیت نہیں ہوگی، جب گاڑی کی ضرورت ہوگی تو ایک مصنوعی ذہانت (AI) والی گاڑی دروازے پر آئے گی۔ زندگی کے ماحول اور گھر مصنوعی ذہانت (AI) سے ڈیزائن کیے جائیں گے اور عیش و آرام سب کو انتہائی سطح پر فراہم کیا جائے گا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ چیزیں ممکن نہیں ہوں گی لہٰذا یہ پیشنگوئی کی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ طبقے، متوسط طبقے اور نچلے طبقے کے درمیان امتیازی سلوک کم ہو جائے گا۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز مشترکہ زندگی اور مساوات کے اس خیال سے مطابقت رکھتی ہے جسے مذہب نے ایک آئیڈیل قرار دیا ہے۔ اس نقطہ نظر سے ہم پیشنگوئی کر سکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) ایسے نتائج لا سکتی ہے جو مذہبی آئیڈیلز میں مددگار ثابت ہوں گے لیکن اس سوال کا بھی جائزہ لیا جانا چاہیے کہ فرق تلاش کرنے کی انسانی خواہش اس کے مقابلے میں کیا ایجادات کر سکتی ہے۔

دوسری طرف، جب کہ مصنوعی ذہانت (AI) اس حد تک ترقی کر چکی ہے اور ہم بحیثیت انسان مریخ پر خلائی جہاز بھیج رہے ہیں، یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے کہ دنیا میں ہر روز ۸۰۰ ملین لوگ بھوکے رہتے ہیں ، ۱/۳ بلین لوگ بجلی کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں اور ۲٫۴ بلین لوگوں کو صحت عامہ کی خدمات میسر نہیں ہیں۔

اگر تکنیکی طور پر ترقی خاص طور پر مصنوعی ذہانت (AI)، پوری دنیا میں پھیلے بغیر رونما ہوتی ہے، تو اس کے فوائد کچھ خاص ممالک کو ہی حاصل ہوں گے۔ زیادہ تر امکان ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کی پیشرفت مغربی ممالک اور کچھ مشرق بعید کے ممالک تک محدود رہے گی۔ ایسا لگتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) غربت پر قابو پانے میں جدید اور مفید راہ حل پیش کر سکتی ہے۔ غربت ایک ایسی دنیا میں عالمی عدم مساوات کا نتیجہ ہو سکتی ہے جہاں پیداوار بہت زیادہ ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پر تعیش طرز زندگی اور اسراف کی وجہ سے ہی غربت پیدا ہوتی ہے لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مجموعی طور پر غربت ناانصافی اور انسان کی بدانتظامی کا نتیجہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) میں اب کہانیاں اور کتابیں لکھنے اور اقتصادی منصوبوں کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ مستقبل قریب میں اس کے سیاست میں داخل ہونے اور انسانیت کے مستقبل کے لیے منظر نامے تیار کرنے کی پیشگوئی کرنا مشکل نہیں ہے۔ اس عمل میں، ہم تصور کر سکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) انسانی نقطہ نظر سے دور اور عددی مساوات اور موازین پر مبنی، زیادہ مساوات پسندانہ پالیسیاں تیار کرکے عالمی عدم مساوات اور غربت کا حل پیش کرے لیکن اس مقام پر، یہ امکان موجود ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے کوڈ (Code) اور ان پٹ (Input) موجودہ غیر منصفانہ عالمی نظام میں موجود نمونوں کے ساتھ داخل ہوں کیونکہ مصنوعی ذہانت (AI) ایسی باتیں کہہ سکتی ہے جو شاید اس کے بنانے والوں کو پسند نہ ہوں اور ان کے مفادات کے خلاف ہوں اور موجودہ عالمی نظام کے مخالف بیانات کا سبب بنیں۔ اس سے مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے عالمی تسلط کو مزید مستحکم کرنے کا خطرہ لاحق ہوگا۔ اس نقطہ نظر سے، مصنوعی ذہانت (AI) کی ٹیکنالوجی تیار کرتے وقت، تمام لوگوں کے بنیادی اصولوں پر توجہ دیتے ہوئے کثیر الجہتی تعاون کی ضرورت ہے۔

اپنی موجودہ شکل میں، اینٹل(Intel) اور ونڈوز(Windows) جیسے آپریٹنگ سسٹم (Operating System)اور ہارڈ ویئر (hardware) ایک ملک سے تعلق رکھتے ہیں اور تمام نئے سافٹ ویئر (Software) ان پر کام کرتے ہیں، جس سے یہ خطرہ لاحق ہے کہ اس ملک کے مفادات اور نقطہ نظر مصنوعی ذہانت(AI)پر غالب آ جائیں گے۔ اس بات کے پیش نظرکہ مصنوعی ذہانت(AI) دنیا کے مستقبل کو نئی شکل و صورت دے سکتی ہے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ استبدادی طاقتوں کے عزائم اور موجودہ عالمی ڈھانچہ ایک طویل عرصے تک اسی نہج پر باقی رہے گا۔

سائنس انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے اور یہ بات سب کے لیے قابل قبول ہے۔ مصنوعی ذہانت(AI) کی ٹیکنالوجی بھی اسی ورثے کی پیداوار ہے لہٰذا اس حقیقت کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے کہ مصنوعی ذہانت(AI) تمام انسانیت کے تعاون کا نتیجہ اور پیداوار ہے اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ تمام انسانیت کے لیے مفید واقع ہوسکتی ہے نہ کہ فقط سرمایہ داری اور استبدادی نظام کے مفادات کے لیے۔ جنگ سے بھری انسانی تاریخ اس معاہدے تک پہنچنے کی ہماری امید کو محدود کرتی ہے۔

اس مقصد کے لیے تمام ممالک کو مصنوعی ذہانت(AI) کے میدان میں تحقیق کرنی پڑے گی لیکن اس صورت میں، ممکنہ مصنوعی ذہانت(AI) کی جنگوں اور مصنوعی ذہانت(AI)اور بایوٹیکنالوجی سے لیس روبوٹوں کی حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے جن میں رحم اور شفقت جیسے جذبات سے عاری بے پناہ وحشت وبربریت پائی جاتی ہے۔یہ پیشنگوئی کی جاتی ہے کہ مصنوعی ذہانت(AI) جنس اور سماجی صنفی شناخت(Social gender identity) کے حوالہ سے اپنی ایجادات پیش کرے گی۔ فکری استعارہ میں مردانہ اور زنانہ کوڈنگ ، سماجی عدم مساوات(Social inequality) کی روک تھام میں مصنوعی ذہانت(AI) کی ایک کامیاب کوشش ہوسکتی ہے۔

مثال کے طور پر، فون میں ڈیزائن کیے گئے مصنوعی ذہانت(AI)پر مبنی پروگرام اور روبوٹ گھروں کے اندر تک رسائی حاصل کرلیں اور مفید ثابت ہوں اور خواتین کے خلاف امتیازی سلوک کو روک سکیں۔ مصنوعی ذہانت(AI)سے لیس کڑا یا سراغ رساں آلات(Tracker Devices) کے ذریعے گھریلو تشدد یا خواتین کے خلاف تشدد سے خواتین کا تحفظ ممکن ہوگا۔ مصنوعی ذہانت(AI)ان افراد کی شناخت اور سراغ لگانے میں بہت مددگار ثابت ہوسکتی ہے جو تشدد پر آمادہ ہیں لیکن ان اقدامات

کو بیرونی سطح تک محدود رکھنا اندرونی کنٹرول سے محروم افراد میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے لہٰذا مصنوعی ذہانت (AI) کو احتیاطی تدابیر کے لیے نہیں بلکہ ارادہ کی تربیت کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ ٹیکنالوجی کو انسان کا سرپرست نہیں بننا چاہیے چونکہ اس طرح کا تعلق نہ صرف یہ کہ انسان کے ارادہ کو کمزور کرتا ہے بلکہ زندگی کو ایک کھلی جیل میں تبدیل کر دیتا ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور اس پر مبنی مواصلات میں کچھ انحرافات کو روکنے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ گفتگو اور تحریر میں ہم جنس پرستی جیسے سماجی انحرافات کی کوڈنگ نہ کرنا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے سے ان انحرافات کو ختم یا کم کرنے کا باعث بن سکتا ہے لیکن اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ ہم جنس پرستی جیسے جنسی انحرافات جس کی ادیان مخالفت کرتے ہیں کو مصنوعی ذہانت (AI) کی کوڈنگ میں جگہ دینا اس رجحان کا سبب بن سکتا ہے کہ اچانک زندگی کے تمام شعبوں میں یہ چیز جگہ حاصل کر لے اور معمول بن جائے لہٰذا، مصنوعی ذہانت (AI) کی زبان اور ادب تخلیق کرتے وقت، انسانیت کی قدیم روایات یعنی ادیان اور خاندان جو نسل کی بقا کے لیے ضروری ہیں، ان کے تحفظ کے لیے ضروری حساسیتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

ایسا لگتا ہے کہ دماغ میں میموری چپس (Memory Chips) لگانا اور عینکوں پر معلومات منعکس کرنے جیسی ایجادات ہماری زندگیوں میں داخل ہوں گی جس سے نماز میں قرآن کی تلاوت کے حکم یعنی قرآن کے کچھ حصہ پڑھنے کی قبولیت کے بارے میں نئے نظریات پیدا ہوں گے۔ نیز وہ طریقے جو روزے داروں کے لیے بھوک کے احساس میں رکاوٹوں سے متعلق مذہبی ضوابط کے بارے میں اختیار کیے جاتے ہیں، تکنیکی اختراعات اور جسم کی فعال اور حسی سطحوں جیسے بلڈ پریشر، بلڈ شوگر اور خون کی گردش کے لیے مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال سے، ان ممکنہ فرقوں میں شمار کیے جا سکتے ہیں۔

ان شعبوں میں احکام جاری کرنے کے لیے مذہبی اداروں کو ان موضوعات پر کام کرنا ہو گا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اس شعبے میں بھی، کسی دوسرے شعبے کی طرح، دین کا غلط استعمال ممکن ہے۔ اس سے بچنے کے لیے، دین کے تحفظ اور ضرورت پڑنے پر اس سے مدد لینے کے لیے ریئل ٹائم ٹریکنگ اور ریسپانس سسٹم (Real time tracking and response system) بنانا ضروری ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) اور اس سے لیس روبوٹوں کا وجود "رکھنے" کا ایک نیا شعبہ بنا سکتا ہے۔ رکھنے کا یہ شعبہ، جسے پر تعیش اشیاء یا شاندار گھروں کے رکھنے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بہتر مالی حالت والے افراد زیادہ بہتر روبوٹ یا کمپیوٹر حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سوچ کے ساتھ، ذہین حیاتیاتی روبوٹ (Bionic robot) انسانوں کو جاگیردارانہ دور کے غلامی نظام کی طرح خدمات پیش کریں گے اور اسے حاصل کرنے کے لیے اقتصادی معیارات میں اضافہ ہوگا۔ یہ امکان ہماری اس پیشنگوئی سے ٹکراتا ہوا نظر آ سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) مساوات لائے گی لیکن اگر سرمایہ داری کا نظام جاری و ساری رہا تو یہ احتمال بعید بھی نہیں ہے۔ یہ صورتحال بنیادی زندگی کی خدمات اور زندگی کے شعبوں تک رسائی کو مجموعی طور پر آسان اور وسیع تو کر سکتی ہے لیکن نجی شعبوں میں جو کچھ حاصل کیا جاتا ہے جیسے اثاثہ، جائیدادیں، یہ سب پہلے سے کہیں زیادہ مختلف ہو سکتی ہیں اور اس سے سماجی عدم مساوات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

۵۔ سماجی ڈھانچے پر مصنوعی ذہانت (AI) کا اثر

- ✓ **سماجی روابط کے نمونوں** (Patterns of social relationships) **میں تبدیلی**: مصنوعی ذہانت (AI)، روبوٹس اور مجازی معاون (Virtual assistant) کے ذریعے، بہت سے سماجی کرداروں اور روابط کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اس ٹیکنالوجی کے داخل ہونے کے ساتھ، روابط اور تعلقات سے وابستہ امور جیسے نفسیاتی مشاورت (Psychological counseling) اور بزرگوں کی دیکھ بھال، انسانوں کے بجائے روبوٹس کے ذریعے انجام دئے جاتے ہیں، جس سے انسانی روابط میں کمی اور سماجی تنہائی اور دوری میں اضافہ ہوگا۔
- ✓ **روزگار اور کام کی نوعیت میں تبدیلی**: یکساں اور تھکا دینے والے کاموں کو مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ انجام دینے سے، کچھ انسانی ملازمتیں مشینوں کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اس تبدیلی نے بے روزگاری اور انسانوں کی پیشہ ورانہ شناخت کی تبدیلی کے بارے میں تشویش پیدا کی ہے، کیونکہ مشینیں بعض چیزوں میں خود مختارانہ طور پر کام کرنے اور یہاں تک کہ اہم

فیصلے کرنے کے قابل ہو گئی ہیں۔ اس مسئلے نے معاشرے کے انتظام اور وسائل اور ملازمت کے مواقع کی منصفانہ تقسیم کے طریقے میں چیلنجز پیدا کیے ہیں۔

- ✓ **طبقاتی اختلاف اور ٹیکنالوجی تک رسائی:** مصنوعی ذہانت (AI) اور جدید آلات کا استعمال ابتدائی طور پر زیادہ مالی استطاعت رکھنے والے افراد کے لیے زیادہ قابل رسائی ہے۔ یہ صورتحال طبقاتی اختلافات کو اور بڑھا سکتی ہے، کیونکہ امیر افراد کو پیشرفتہ خدمات تک آسانی سے رسائی حاصل ہوتی ہے جبکہ کم آمدنی والے گروہ یا کم ترقی یافتہ ممالک اس ٹیکنالوجی کے فوائد سے محروم رہتے ہیں[۱]۔

۶-مذہبی اقدار پر مصنوعی ذہانت (AI) کا اثر

- ✓ **اخلاقی اور روحانی چیلنجز:** اخلاقی اور معنوی فیصلہ سازی سے متعلق شعبوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کا داخلہ، مذہبی اقدار میں اس کے کردار کے تئیں سوالات پیدا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، کیا روبوٹ یا پیشرفتہ نظام، مذہبی اقدار سے متعلق اخلاقی فیصلوں میں حصہ لے سکتے ہیں یا وہ مذہبی مشیروں اور رہنماؤں کی جگہ لے سکتے ہیں؟ ان سوالات نے روایتی عقائد اور مذہبی تعلیمات کو چیلنج کیا ہے۔
- ✓ **آزاد ارادہ اور انسانی اختیار کے لیے خطرہ:** مذہبی اقدار اکثر انفرادی آزادی اور اختیار کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت (AI) اپنے خودکار فیصلہ سازی (Automated decision making) اور افراد کے رویوں کی رہنمائی کے لیے وسیع ڈیٹا کے استعمال کے ذریعہ، بعض صورتوں میں انفرادی انتخاب کو محدود کر سکتی ہے اور آزاد ارادہ (Free Will) کے لیے خطرہ سمجھی جا سکتی ہے۔ یہ مسئلہ آزادی ارادہ اور انفرادی ذمہ داری سے متعلق مذہبی عقائد پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

۱-رجبی، محسن، نصراللہی، محمد صادق، پیامد شناسی فرہنگی توسعہ ہوش مصنوعی در رسانہ ہای اجتماعی در ایران، فصلنامہ تحقیقات فرہنگی ایران، شمارہ ۱۶، ص ۹۹

- ✓ **معاشرے میں دین اور روحانی اقدار کے مقام میں تبدیلی:** مصنوعی ذہانت (AI) کے پھیلاؤ اور سماجی و نفسیاتی مسائل کو حل کرنے میں اس کے استعمال کی وجہ سے ہو سکتا ہے کچھ افراد دین اور معنوی تعلیمات پر کم انحصار کریں۔
مثال کے طور پر، روحانی اور معنوی مشورے جو روایتی طور پر دین کے دائرے میں آتے تھے، اب پیشرفتہ پروگراموں اور مشاورتی روبوٹس کے ذریعہ دئے جاتے ہیں۔ یہ چیز بتدریج جدید معاشروں میں دین کے کردار میں کمی کا باعث بن سکتی ہے، کیونکہ افراد تکنیکی اوزاروں کی طرف رجوع کرتے ہیں جو تجربے اور معنوی علم کے بغیر مشورت کے خدمات فراہم کرتے ہیں[۱]۔

۷-دین اور معنویت کے معاملہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات

دین اور معنویت کے معاملہ میں مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات ایک کثیر الجہتی موضوع ہے جو نئی ٹیکنالوجیز کے مقابلے میں مذہبی عقائد کے ادراک اور عمل میں بنیادی تبدیلیوں سے متعلق ہے اور تکنیکی معاشروں میں دین اور معنویت کے مستقبل کے بارے میں اہم سوالات کو جنم دیتا ہے۔ یہاں ان ممکنہ اثرات اور تبدیلیوں میں سے کچھ کی مکمل وضاحت کی گئی ہے:

۱-۷-دینی ادراکات اور عقائد میں تبدیلی

- ✓ **دین اور معنویت کے روایتی کردار کا کمزور ہونا:** مصنوعی ذہانت (AI) بعض ایسے کرداروں کی جگہ لے رہی ہے جو پہلے دین اور مذہبی تعلیمات سے مخصوص تھے۔ مثال کے طور پر، پیشرفتہ نظام، نفسیاتی اور معنوی مشیر کے طور پر وابستہ افراد کو اپنے جذباتی اور نفسیاتی مسائل سے نمٹنے میں مدد کر سکتے ہیں۔

۱- حق جو، عبدالحجت، ہوش مصنوعی کاربرد و قابلیت ہای آن در علوم دینی و حوزہ ہای علمیہ، حوزہ، شمارہ ۳۸، ص ۱۵۱

اس متبادل کی وجہ سے افراد اپنی معنوی اور نفسیاتی ضروریات کے لیے مذہبی اداروں کی طرف کم رجوع کرتے ہیں اور اس کے بجائے تکنیکی اوزار و وسائل پر انحصار کرتے ہیں۔ یہ چیز بتدریج سماجی زندگی میں دین کے کردار میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔

- ✓ **اختیار اور آزاد ارادہ کے تصورات میں تبدیلی:** بہت سی مذہبی تعلیمات آزاد ارادہ اور انفرادی اختیار کے اصول پر زور دیتی ہیں؛ لیکن مصنوعی ذہانت (AI)، اعلیٰ درجے کے ڈیٹا اور الگورتھم کی بنیاد پر رویوں کا تجزیہ اور رہنمائی کر کے، ایک طرح سے انسانی انتخاب کو متاثر کرتی ہے اور بعض صورتوں میں انہیں محدود بھی کرتی ہے۔ یہ موضوع ارادہ اور اختیار کی نوعیت کے بارے میں ایک فلسفیانہ اور دینی چیلنج پیدا کر سکتا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت (AI) بالواسطہ انفرادی فیصلوں اور رویوں پر اثر انداز ہوتی ہے[1]۔

۲-۷- نئے اخلاقی چیلنجز کا پیدا ہونا

- ✓ **مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے اخلاقی نظاموں (Moral systems) کی فراہمی:** کچھ سمجھدار خودکار نظام (Intelligent systems)، خاص طور پر طب، سلامتی (Security) اور فیصلہ سازی (Judgment) جیسے شعبوں میں، ایسے فیصلے کرتے ہیں جن میں اخلاقی اصولوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مشینیں پیچیدہ دینی اور اخلاقی اقدار کو سمجھ کر ان کی بنیاد پر فیصلے کر سکتی ہیں؟ اس موضوع نے دین اور فلسفہ کے ماہرین کے درمیان وسیع بحثیں پیدا کی ہیں اور انفرادی رویوں اور فیصلوں کی رہنمائی میں دین کے کردار کے کمزور پڑنے کے امکان کے بارے میں خدشات ظاہر کیے ہیں۔
- ✓ **اخلاقی اور دینی تضاد کے پیدا ہونے کا امکان:** مصنوعی ذہانت (AI) بعض حالات میں ایسے رویوں اور فیصلوں کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہے جو دینی اور اخلاقی اقدار سے متصادم ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ تجارتی یا سماجی نظام، مالیاتی اصلاح اور کارکردگی کے الگورتھم کی بنیاد پر افراد کو ایسے اقدامات کی سفارش کرتے ہیں جو روحانی و معنوی اصولوں جیسے انصاف، دیانت اور دوسروں

۱- یوسفی، یونس، پاسخ بہ اہم شبہات پیرامون دین و ہوش مصنوعی، آفاق علوم انسانی، ش ۸۸-۹۹، ص ۸۸

کے احترام کے منافی ہو سکتے ہیں۔ ان حالات میں، افراد کے دینی عقائد ترقی یافتہ نظاموں کے ذریعے پیش کردہ فیصلوں سے متصادم ہو سکتے ہیں[۱]۔

۳-۷۔ معاشرے میں دینی اداروں اور معنوی کرداروں کی حیثیت پر اثرانداز ہونا

- ✓ **دینی مرجعیت میں تبدیلی:** مصنوعی ذہانت (AI) کی ترقی کے بعد ممکن ہے افراد اپنے سوالات کے جوابات کے لیے روایتی دینی ذرائع یا مذہبی مشیروں کی طرف کم رجوع کریں اور اس کے بجائے ان ترقی یافتہ نظاموں کی طرف رجوع کریں جو فوری اور حسب ضرورت جوابات فراہم کرتے ہیں۔ یہ تبدیلی معاشروں میں مذہبی رہنماؤں کے مقام کو کمزور کر سکتی ہے اور بتدریج دینی اقدار اور تعلیمات کو افراد کی روزمرہ کی زندگی سے دور کر سکتی ہے۔
- ✓ **مصنوعی ذہانت کے ذریعے مذہبی خدمات کی ترقی:** کچھ مذہبی اداروں نے دینی خدمات فراہم کرنے کے لیے مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر ایسے پیشرفتہ پروگرام بنانا جو شرعی اوقات یاد دلائیں، انھیں استعمال کرنے والوں کو مقدس آیات کی تعلیم دیں یہاں تک کہ مذہبی رسومات جیسے عبادت اور دعا کی تقریبات میں ایک روبوٹ کی طرح موجود ہوں۔ ان اقدامات سے دینی امور میں ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کو تو مدد مل سکتی ہے لیکن ساتھ ہی عبادت اور مذہبی رسومات کی روایتی اور روحانی و معنوی اقدار کے ختم ہونے کے بارے میں خدشات بھی پیدا ہوتے ہیں۔
- ✓ **دینی سماجی رسومات پر انحصار میں کمی:** انفرادی طور پر عبادات اور مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیے ترقی یافتہ نظاموں کے استعمال میں اضافے کے ساتھ، مستقبل میں دین کے سماجی کردار کے کمزور ہونے کا امکان ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں دین اور معنویت، جمعہ کی نماز یا دیگر مذہبی رسومات جیسے مذہبی اجتماعات کے ذریعے سماجی روابط کو مضبوط کرتے ہیں لیکن مصنوعی

۱- قوامی پور سرشکہ، محدثہ، محمودی، امیر رضا، واکاوی چالش ہای پیادہ سازی ہوش اخلاقی در ہوش مصنوعی، فصلنامہ اخلاق پژوہی، شمارہ ۶، ص ۲۷

ذہانت (AI) انفرادی طور پر اور گھر پر عبادات کو ممکن بنا سکتی ہے جس سے سماجی تعلقات کمزور اور اجتماعی مذہبی روابط میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

۴-۷۔ نئی ٹیکنالوجیز کے ساتھ ہماہنگ ہونے کے لیے دینی تعلیمات پر نظر ثانی اور ان کی دوبارہ تشریح

- ✓ **نئے مسائل کے ساتھ دین کو ہم آہنگ کرنے کی ضرورت:** مصنوعی ذہانت (AI) کی پیشرفت نئے نئے سوالات اٹھاتی ہیں جن کے جوابات مذہبی اداروں کو دینے ہوں گے۔ مثال کے طور پر، روبوٹس کی اخلاقیات، مشینوں کے حقوق اور ذمہ داریاں، یا طبّی مقاصد اور سماجی فیصلوں کے لیے مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال، معاشرے کی ضروریات کے عصری جوابات فراہم کرنے کے لیے دینی اصولوں پر نظر ثانی اور ان کو ہماہنگ ہونے کی ضرورت ہے۔
- ✓ **جدید تعلیمات کی ایجاد:** مصنوعی ذہانت (AI) کے مقابلے میں مذہبی ادارے کچھ ایسی جدید تعلیمات اور اصول وضع کر سکتے ہیں جو دین کو تیز رفتار تکنیکی تبدیلیوں کے ساتھ موافق بنانے میں مدد کریں۔ مثال کے طور پر، مصنوعی ذہانت (AI) کے اخلاقی استعمال کے بارے میں سفارشات یا ذاتی اور سماجی زندگی میں اس کے استعمال کے لیے حدود کا ہونا۔ یہ نقطہ نظر، دین کو جدید دنیا میں رہنمائی کے مرجع اور معنوی ماخذ کے طور پر برقرار رکھ سکتا ہے۔

نتیجہ

الگ الگ طرح کی پیش کی گئی مثالیں اور احتمالات کی فراوانی، اس بات کا نتیجہ ہیں کہ مصنوعی ذہانت (AI) جو کر سکتی ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک ایسی مشین جس میں سیکھنے کے قابل الگورتھم ہے جو نہ صرف اپنے تجربات بلکہ پوری دنیا کے عددی تجربات کو سمجھتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ انسانی زندگی پر وہ جو کچھ عائد کر سکتی ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر ہم سماجی زندگی میں موبائل فون کے داخل ہونے کے اثر کو مد نظر رکھیں، تو یہ تصور کرنا مشکل نہیں کہ سیکھنے کے قابل اور بامقصد مشینیں سماجی زندگی کو کس طرح متاثر کر سکتی ہیں۔ انسان کی پیدائش سے موت تک کی زندگی کے تمام مراحل جو پہلے انسان کے ہاتھ میں ہوتے تھے اب اسے مشینوں کے سپرد کرنا ایک ممکنہ امر ہے۔

یہ انقلاب انسان کو کہاں لے جارہا ہے، یہ ایک معمہ ہے۔اس معمے میں، یہ پیشنگوئی کی جاسکتی ہے کہ دین کا سماجی مقام جو زندگی کو سب سے زیادہ معنی بخشتا ہے،اس کا باقی رہنا انسانیت کے لئے فائدہ مند ہوگا کیونکہ دین، انسان کو آنٹولوجیکل (Ontological) جوابات فراہم کر کے اور اس کے بہت سے رسومات کو سماجی طور پر انجام دینے کی ضرورت کے پیش نظر، معاشرے کو بکھرنے سے روکتا ہے جو کہ سماجی تحلیل(Social dissolution) کے مقابل میں ایک راہ حل ہو سکتا ہے۔

موجودہ تحقیق مصنوعی ذہانت(AI) کے سماجی ڈھانچوں اور مذہبی اقدار پر گہرے اثرات کا جائزہ لیتی ہے۔اس مقالے کے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ مصنوعی ذہانت(AI) کی ٹیکنالوجی، اپنی منفرد خصوصیات جیسے مشین لرننگ(Machine Learning)، وسیع پیمانہ پر ڈیٹا پروسیسنگ(Extensive data processing) اور آزادانہ فیصلہ سازی(Independent decision-making) کی صلاحیت کے ساتھ، سماجی تبدیلیوں اور مذہبی چیلنجوں میں ایک بنیادی کردار ادا کرنے میں کامیاب رہی ہے۔

زندگی کے مختلف پہلوؤں، سماجی روابط اور مذہبی تعلیمات میں داخل ہو کر، اس ٹیکنالوجی نے زندگی کے معیار اور سماجی بہبود کو بہتر بنانے کا ایک بے مثال موقع فراہم کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اخلاقی اور معنوی خطرات کے سلسلے میں اس نے سنگین خدشات بھی پیدا کیے ہیں۔

سماجی نقطہ نظر سے، مصنوعی ذہانت(AI) نے روابط و تعلقات کے نمونوں، سماجی کرداروں یہاں تک کہ معاشرے میں طبقاتی درجہ بندی کے نمونوں میں نمایاں تبدیلیاں کی ہیں۔ مصنوعی ذہانت(AI) کی ٹیکنالوجی، اپنی اعلیٰ پروسیسنگ صلاحیتوں(Processing capabilities) کی وجہ سے، نفسیاتی مشورے(Psychological counseling)، سماجی خدمات اور انسانی وسائل کے انتظام(Human Resources Management) جیسے شعبوں میں وسیع پیمانے پر استعمال ہوتی ہیں اور بتدریج انسان کے روایتی کردار کی جگہ لے رہی ہیں۔ان تبدیلیوں کے نتیجے میں روزگار کے شعبے میں نئے خدشات،انسانی روابط میں کمی اور تنہائی میں اضافہ جیسے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

نیز، مصنوعی ذہانت(AI) کی ٹیکنالوجی تک رسائی کی محدودیت کی وجہ سے طبقاتی امتیازات میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ کم آمدنی والے معاشرے اور ترقی پذیر ممالک(Developing countries) اس ٹیکنالوجی سے مستفید نہیں ہو رہے ہیں جب کہ امیر طبقے کو پیشرفتہ سہولیات تک زیادہ رسائی حاصل ہے۔

یہ مسئلہ نہ صرف معاشی عدم مساوات کو بڑھاتا ہے بلکہ سماجی خلاء (Social gaps) کو بھی گہرا کرے گا۔

مذہبی شعبے کے حوالے سے یہ مقالہ ظاہر کرتا ہے کہ اخلاقی اور معنوی فیصلہ سازی سے متعلق شعبوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کا داخلہ نئے چیلنجز پیدا کر رہا ہے۔ بہت سے مذاہب میں دینی اقدار اور تعلیمات جیسے اختیار اور آزاد ارادہ ،بنیادی اور لازمی ہیں؛ لیکن پیشرفتہ نظاموں(Intelligent systems) کے ظہور کے ساتھ جو دینی اور اخلاقی اصولوں کو مکمل سمجھے بغیر فیصلے کرتے ہیں، ان تعلیمات کو سنگین خطرہ لاحق ہے۔ یہ مسئلہ خاص طور پر ان حالات میں اخلاقی اور دینی خدشات کو بڑھاتا ہے جب ترقی یافتہ نظام (Intelligent systems) مذہبی یا اخلاقی مشیروں کے متبادل کے طور پر کام کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مصنوعی ذہانت (AI) کا نظام، پیچیدہ فیصلوں میں حصہ لے سکتا ہے جس کے لیے اخلاقیات کی گہری سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے؟ اس کے علاوہ، مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیے پیشرفتہ ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ، مذہبی روابط اور سماجی تعلقات میں کمی کا باعث بن سکتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرے میں دین کا سماجی اور ثقافتی کردار کم ہو جاتا ہے۔

لہٰذا، یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ مستقبل کی تحقیق، مذہبی معاشروں پر مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات کے بارے میں وسیع تر اور زیادہ عملی تجرباتی مطالعات پر توجہ دے۔ نیز، اس موضوع کا جائزہ لینا کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے نظاموں کے ڈیزائن اور ترقی میں اخلاقی اور دینی اصولوں اور معیارات کو کس طرح مدنظر رکھا جا سکتا ہے، کیا وہ ٹیکنالوجی کو بہتر بنانے اور اس کا بہتر انتظام کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے؟۔ اس کے علاوہ، مختلف ثقافتوں میں مصنوعی ذہانت (AI) کے ثقافتی اور سماجی اثرات کے تجزیے کے لیے کچھ نقطہ نظر کی وسعت اور مختلف معاشروں میں اس ٹیکنالوجی کی قبولیت اور انضمام میں ممکنہ اختلافات اور مماثلتوں کا جائزہ لینے سے اس شعبے کو تقویت بخشنے اور ممکنہ خطرات کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

آخر میں، یہ مقالہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے فوائد سے مستفید ہونے اور اس کے منفی نتائج کو کم کرنے کے لیے، درست اخلاقی فریم ورک تیار کرنے اور مذہبی، ثقافتی اور سائنسی اداروں کے درمیان تعاون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ ادارے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر

کے، سماجی اور دینی اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے ایسی پالیسیاں تیار کر سکتے ہیں جو مصنوعی ذہانت (AI) کے ذمہ دارانہ استعمال میں مدد کریں اور معاشرے کی پائیدار ترقی کے امکان کو فروغ دیں۔ یہ تعاون اور دینی اور سماجی اقدار پر توجہ نہ صرف ممکنہ مسائل سے بچنے کے لیے اہم ہے بلکہ سماجی زندگی میں دین کے کردار کو مضبوط بنانے اور افراد کی معنوی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں بھی مدد کرتا ہے۔

منابع و مآخذ

❖ اسلامی، رضا، انصاری، نرگس، بکارگیری ربات ہای نظامی در میدان جنگ در پرتو اصول حقوق بشر دوستانہ، جلد ۳۴، شمارہ ۵۶، ۱۳۹۶ش

❖ آقائی، کلثوم، کریمی نیا، محمد مہدی، انصاری مقدم، مجتبیٰ، نقد نظریہ تربیتی ژان ژاک روسو از منظر تعلیم و تربیت انسانی، تیسرا سال، شمارہ ۲۹، ۹۱، ۱۴۰۰ش

❖ رجبی، محسن، نصراللہی، محمد صادق، پیامد شناسی فرہنگی توسعہ ہوش مصنوعی در رسانہ ہای اجتماعی در ایران، فصلنامہ تحقیقات فرہنگی ایران، شمارہ ۱۶، ۱۴۰۲ش

❖ جوادی آملی، عبداللہ، منکرین معاد، نشریہ پاسدار، شمارہ ۱۸، ۱۳۶۷ش

❖ حق جو، عبدالحجت، ہوش مصنوعی کاربرد و قابلیت ہای آن در علوم دینی و حوزہ ہای علمیہ، حوزہ، شمارہ ۳۸، ۱۴۰۰ش

❖ قوامی پور سرشکہ، محدثہ، محمودی، امیر رضا، واکاوی چالش ہای پیادہ سازی ہوش اخلاقی در ہوش مصنوعی، فصلنامہ اخلاق پژوہی، شمارہ ۶، ۱۴۰۳ش

❖ محفوظی، عباس، انسان و اندیشہ در بارہ قیامت، نشریہ پاسدار، شمارہ ۲۰۵، ۱۳۷۷ش

❖ یوسفی، یونس، پاسخ بہ اہم شبہات پیرامون دین و ہوش مصنوعی، آفاق علوم انسانی، ش ۸۸-۹۹، ۱۴۰۴ش